اردو ڈراما کی روایت میں رامائن کا کردار

چاند لعل، پی ایچ ڈی سکالر شعبہ اردو، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان
ڈاکٹر شازیہ عنبرین، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

ABSTRACT:

Ramayana is the story of Rama. Ramayana is classical text of Sanskrit language. This great epic was composed by Sanskrit poet VALMIKI in 500 B.C .It is great source of Indian mythology. It has a great importance in indology .It laid great impact on Urdu literature, due to its importance more than 100 urdu translation of this epic has been done. It played a important role in Urdu drama tradition.

کلیدی الفاظ: رام ،رامائن، سیتا، والمیکی، ڈرامہ، اساطیر، وید، پُران ،ڈراما

قصہ، کتھا، کہانی، اساطیر کا مطالعہ تہذیبی مخاطبہ کی شکل میں متحرک معاشرے میں تہذیبی مخاطبہ کی شکل میں زندہ رُود کی طرح ہے جو ہمہ وقت جاری رہتا ہے جبکہ کے اس کے مخالف تہذیبی تصادم ہوتا ہے۔ہزار سال ایک ہی آب و گل میں پروان چڑھنے والی اقوام کی نسل نو آج ماضی کی تہذیب سے بالکل نا آشنا نظر آتی ہے۔برصغیر ہزاروں سال سے مختلف اقوام کی نمو کا مرکز رہا ہے ،یہاں دنیا کی سب سے قدیم تہذیب کے اثرات ملتے ہیں۔ یہا ں بسنے والی اقوام و تہذیبوں میں یہاں کی مقامی اقوام دراوڑ،منڈااور کشان کی اپنی تہذیب و ثقافت تھی ان کا اپنا نظام ِحیات تھا جہاں تک تاریخی حقائق وشواہدملتے ہیں آرین اس خطہ میں پہلے حملہ آور اورہندوستان کے پہلے نو آباد کار تھے ۔آرین نے ہندوستان کو اپنا مسکن بنایا اور اس پر اپنے نوآباد یاتی نظام کی بنیاد رکھی،مسلم نو آبادکاروں نے برطانوی نو آبادکاروں کی طرح ہندوستان کی تہذیبی وسماجی اقدار کونئے سرے جلا بخشی۔ آریائی وماقبل و مابعد سے ہی ہندوستان میں ہندو دھرم کے لئے ویدوں میں سناتن دھرم لفظ استعمال ہوا ہے،دراصل آریائی نوآبادیاتی نظام کے تحت ہی ہندو دھرم کا تمام ادب تخلیق ہوا۔قدیم ہندوستان کی تاریخ، سیاست، قانون اور معیشت

ان ہی کی مرہون منت ہے ان سے قبل یہاں کی مقامی اقوام و تہذیب کا جو بھی ادبی سرمایہ تھا بعد ازاں ان شامل ہو گیا۔

دُنیا کے اس قدیم ترین دھرم میں تاریخ،فلسفہ ،تصوف ،علم، تہذیب ،معاشرت،معیشت اور حکمت ان سب کا علم ویدوں شاستروں،پُرانوں، کتھا اور کہانی کی صورت میں ملتا ہے۔ ہندوستان کی تہذیب،تاریخ ،فلسفہ یا ان سے متعلقہ تمام امور کا مطالعہ انڈالوجی کہلاتا ہے،انڈالوجی شرق شناسی کی ہی ایک شاخ ہے۔ہندوستانیات کے مطالعہ کے بارے میں رشید ملک لکھتے ہیں:

''ہندوستا ن کی قدیم تہذیب و تمدن ،ثقافت و زبان ، مذہب اور آثار کے گہرے مطالعے کا نام انڈیا سے انڈیالوجی (Indology)ہے لیکن یہ سب اس وسیع علم کے شعبے ہیں جسے علم استشراق کہا جاتا ہے''۔(۱)

ڈاکٹر قاضی عابد اساطیر، کتھا، کہانی میں ہندوستانیات یا انڈالوجی کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''انڈالوجی بنیادی طور پر تو استشراق(ORIENTALISM) کی ایک شاخ ہے لیکن اب یہ ایک خود مکتفی علم کے طور پر اپنا وجود رکھتی ہے، ''ہندوستان ''کے مطالعے کا نام علمی تاریخ میں انڈالوجی قرار پاتا ہے،اور یہ علم ہندوستان کی قدیم ترین تاریخ کے تمام ترگو شوں کوواہ کرتا ہے''۔(۲)

ہندوستان کا تما م ابتدائی ادب سنسکرت زبان میں تھا، قابلِ ذکر چیز یہ کہ دُنیا کی دیگر زبانوں کے ابتدائی ادب کی طرح سنسکرت زبان کا تمام ا دب بھی شاعری میں تھا۔ ہندو دھرم کی تمام کتابوں کو دو طرح کے ادب میں تقسیم کر سکتے ہیں :مذہبی ادب و غیر مذہبی ادب۔ مذہبی ادب میں شاستر،چارویداوراُپنیشدشامل ہیں ۔وید ہندوستانیات کے نقوش ِ اول ہیں،زمانی تر تیب میں :رِگ وید،یجُر وید،سام وید،اور اتھر یا اتھرون وید ہیں،یہ ادب پارے اس خطہ میں اپنی مذہبی اہمیت کے ساتھ لسانی اہمیت میں کسی بھی طرح کم نہیں ہیں۔ چاروںویدوںمیں مذہبی عبادات کے طریقے، دُعائیں، بھجن، سنسکار،قربانی کے طریقے اور ہندو دھرم کے قوانین شامل ہیں۔ جبکہ غیر مذہبی ادب میں اٹھارہ پُران

کے علاوہ دو عظیم الشان رزمیہ نظمیں مہابھارت اور رامائن ہیں جن کا چر چا ہندوستان کے کونے کونے میں ملتا ہے۔اب مہابھارت اور رامائن مذہبی گرنتھ کی حثیت سے تخیل سے مادے،خیال سے سماجی و معا شرتی تشکیل کی طرف ارتقا پاچکے ہیں۔ تقسیمِ ہند کے بعد زمانی ومعاشرتی بعد کے موجودہ دور کے عوام و خواص ان اساطیری کتب میں تمیز نہیں کر پاتے بیشتر رامائن، مہابھارت اور گیتا کو ایک ہی کتاب تصور کرتے ہیں۔ حقیقت میں ایسا نہیں، شریمد بھگوت گیتا ،مہا بھارت کے ''بھیشم پرب ''جو کہ اس طویل رزمیہ کا چھٹا باب ہے اُس کا ایک جُز ہے۔ رامائن ایک ا لگ بیانیہ ہے ،مہابھارت اور رامائن میں بہت زیادہ زمانی بُعد ہے۔مہابھارت مادے سے تخیل اور تخیل سے عمل کا سفر ہے جبکہ رامائن خیال سے سماجی تشکیل کا عملی طور پراعلیٰ نمونہ ہے۔ رامائن قدیم ہندوستان کا انسکلو پیڈیا ہے۔رامائن کو ہندوستان کی اوڈیسی کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔

رامائن کا عظیم شعری رزمیہ جسے سنسکرت میں مہا کاویہ کہتے ہیں 500ق۔م یا اس سے بھی قبل تخلیق ہوا۔رامائن کے تخلیق کا رمہا رشی بالمیک تھے۔رامائن کو ہندوستانی سماجیات میں مذہبی کے علاوہ ادبی ،لسانی،ثقافتی حثیت حاصل ہے ۔ ابتدا میں اسے مذہبی حثیت حاصل نہ تھی الحاقی کلام نے اسے مذہبی بنا دیا۔ ہندوستانی مزاج کو سمجھنے کے لئے اس بیانیہ کا ادراک ضروری ہے۔مہا رشی بالمیک کے بعد تلسی داس نے مغل عہد میں اسے اوودھی زبان میں تخلیق کیا۔ بعدکے شعرا نے بھی بالمیکی رامائن کو اپنے اپنے انداز میں منظوم کرنے کی کوشش کی لیکن جو ادبی دوام بالمیکی رامائن کو ملا بعد کے شعرا کے حصہ میں وہ شہرت نہیں آئی۔ہندوستانیات کا مطالعہ کرنے کے لئے ہندوستان کی تہذیب و ثقافت کے بنیادی مآخذو ں کا مطالعہ ضروری ہے۔ہندوستانی نفسیات صرف رامائن کے مثالی اساطیری کرداروں کا ہی اثر نہیں بلکہ اس کی نغماتی کیفیات بھی اپنے مختلف رنگ و آہنگ سموئے ہوئے ہے۔ہندوستانی جمالیات رامائن کے بغیر نا مکمل ہے ۔ہندوستانی جمالیات اور انڈیالوجی پر گہری نظر رکھنے والے شکیل الرحمن رامائن کے متعلق رقم طراز ہیں:

"رامائن میں کم و بیش تمام رس پائے جاتے ہیں۔ جن کی وجہ سے
احساس اور جذبے میں تبدیلیاں ہوتی ہیں ۔رام کے کردارکو ان کی

نفسیات کے ساتھ اتنے ڈرامائی انداز میں پیش کیا گیاہے کہ قاری اپنے احساس اور جذبے کو اپنے ہیرو سے وابستہ کر دیتا ہے۔ رام کی شخصیت ایک غیر معمولی شخصیت ہے۔شاعر کے تخیل نے اسے ابدی کرداربنادیاہے۔ایک بڑے تخلیقی وژن، خوبصورت اسلوب، لفظوں، تشبیہوں اور استعاروں کے استعمال کی وجہ سے رامائن ہمیشہ زندہ رہے گی''۔(۳)

رامائن سنسکر ت ز بان کا لفظ ہے۔بالمیکی رامائن میں اس کے معنی را م کی کہانی کے بیان کیے گئے ہیں۔ رامائن ہندو دھرم کے اوتار شری رام چندر جی کے حالات زندگی پر مبنی ایک طویل رز میہ نظمیہ داستان ہے۔بالمیک راشی کی منظوم رامائن سات کتابوں پر مشتمل ہے، ہر کتاب میں ذیلی عنوانات کے تحت،اجزاءہیں۔رامائن کی ہر کتاب یا حصہ کانڈ کہلاتا ہے ۔

رامائن کے موضوعات میں فرض شناسی ، رشتوں کا تقدس، عہد پیمائی قدیم ہندوستان کی تاریخ،جغرافیہ ،زمین سے محبت،ماحولیات،تہذیب ثقافت،معاشرتی قوانین اوراخلاقیات کے اعلیٰ نمونے ملتے ہیں۔دُنیا کی دیگرقدیم اساطیر کی طرح ہندوستانیات کی اساطیر بھی ہندوستان کی تہذیبی و شخصی زندگی میں رچی بسی ہیں۔اس لئے ہندوستانی اساطیر اپنے تماتر پہلوں کے ساتھ ہندوستانیوں کی زندگی کالا زمہ بن چکی ہیں اساطیر نہ صرف زندہ و متحرک ہوتی ہیں بلکہ اس خطہ زمیں کے بسنے والوں کی اجتماعی محسوسات، جذبات اور خواہشات کی پیداوار ہوتی ہیں بلکہ ترجمانی کرتی ہیں اور نسل در نسل کے اجتماعی لا شعور میں زندہ بھی رہتی ہیں اور ان کے رہن سہن میں آبِ حیات کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں۔ڈاکٹر خورشید عالم لکھتے ہیں:

''چناچہ دیو مالا نہ صرف دھرتی کے باسیوں کے مشترکہ محسوسات اور خواہشات کی پیداوار ہے بلکہ نسل کے اجتماعی لاشعور میں ہمیشہ زندہ بھی رہتی ہیں"۔(۴)

دنیا کی تما م زبانوں کے ادب میں اساطیر نے جسم میں روح کا کردار ادا کیا ہے۔ اسی طرح اردو زبان و ادب کی نشو نما اور ارتقا میں بھی اساطیر اور خاص طور پرہندوستانی اساطیرنے گہرے اثرات مرتب

کیے۔یہ حقیقت طے شدہ ہے کہ اساطیر کے بغیر کوئی بھی بڑا ادب تحریر نہیں کیا جا سکتا۔کیونکہ اسا اطیر کا تعلق مقامیت سے ہے اور جب تک ادب کا مقامیت سے رشتہ نہیں ہو گا عمدہ ادب پارہ بھی تخلیق نہیں ہوپائے گا۔ہندوستان کی قدیم رزمیہ بزمیہ داستانیں اس کی امین ہیں۔دنیا کی تمام مہذب تہذیبوں میں کہانی کہنے کی روایت موجود رہی ہے ۔ ہندوستان میں اس سلسلہ میں وید،پُران،مہا بھارت اور گیتا کی کتھاؤں کے علاوہ سکھ ساگر کے قصے بھی موجود ہیں جو ہندوستانی قدیم تہذیب کے امین ہیں۔ ان تمام کہانیوں اورروایات نے آج سے ہزاروں سال پہلے سنسکرت ادب میں جنم لیا یا پھر یہ دیگر مقامی زبانوں میں ہندوستانی اساطیر کاایک گنجینہ معنی بن کر ابھریں۔ ہندوستان کی کسی بھی زبان میں رائج اصناف ادب کا جائزہ لیا جائے تو ان میں یہ اساطیر کارفرما نظر آتی ہیں۔سنسکرت ادب کا پہلا دور وید،دوسرا دور پُرانوں کا اور تیسرادور رامائن اور مہابھارت رزمیوں کا ہے۔دوسرے اور تیسر ے دور نے جدید ہندی اور اردو ادب پر انمٹ نقوش مرتب کیے۔ اردو زبان و ادب کے ہر عہد کے شاعروں اور ادیبوں نے اُنھیں اپنے فن پاروں میں برتا جس سے اس ادب کی قدر وقیمت میں اضافہ ہوا۔

ڈرامہ کی ابتدا سوانگ، ناٹک اور ناٹک منڈلیوں اور رہسوں سے ہوئی،ابتداً تھیڑیکل کمپنیوں نے سٹیج ڈرامے بنائے ۔یہ ڈرامے دو نوعیت کے تھے،ان میں پہلی قسم خالص ادبی قسم کے ڈراموں کی تھی اور دوسری قسم تمثیلی قسم کے ڈراموں کی تھی۔یونان اور ہندوستان میں تمثیلی ڈرامہ کی روایت بہت قدیم تھی، تمثیلی ڈرامہ مذہبی اثرات کے تابع تھا۔دنیا کے کے ایسے مذاہب جن میں دیوی دیوتاوں کے اساطیری قصے اور دینی وعظ موجود تھے،یا جن مذہب میں ان کو مذہبی عقیدت سے پرستش کادرجہ حاصل تھاان مذہب اور علاقوں میں ڈرامہ کے لئے قدرتی طور پر ماحول ساز گار تھا۔ڈرامہ کے پروان چڑھنے میں فطری سہولتیں تھیں۔مذکورہ حقائق کے مطابق ہندوستان اور یونان میں دیگر خطوں کی نسبت ڈرامہ نے زیادہ ثروت مندی حاصل کی۔اس ضمن میں سید بادشاہ حسین لکھتے ہیں:

> ’’جن مذاہب میں اصنام پرستی کازیادہ رواج تھاوہاں ڈراما کو جنم لینے میں فطری سہولتیں مہیاہوئیں۔اور جن مذاہب میں دیوی اور دیوتاؤں کی کمی تھی وہاں اس کی جڑیں استوار نہ ہو سکیں۔یونونیوں اور ہندوں کی دیومالا کی ٹکر کی دیومالاآج تک تاریخ نہیں بتا سکی اور

تاریخ ادبیات شاید ہے کہ یونانی اور سنسکرت زبانوں میں ڈرامے نے جس طرح ترقی کی اس کی مثال نہیں ملتی۔''(۵)

ڈرامہ کی ابتدا روایتی طور ایک خاص مذہبی پیرائے میں ہوئی، اس کی کہانیوں نے اساطیری کرداروں کے درمیان آنکھ کھو لی۔ اس لیے ابتدائی دور کے ڈراموں پر مذہبی اثرات زیادہ تھے۔ دوسری نوعیت یہ تھی کہ یہ ڈرامے مکمل طور پر مذہبی کہانیوں سے تشکیل پائے۔ ہندوستان کے سنسکرت ادب اور خاص طور پر وید، پوران، رامائن، مہابھارت اور ساتھ ساتھ بُدھ مت کی جاتک کتھاؤں اور جین مت کے ادب نے ڈرامہ کے لئے بنیاد فراہم کی اسی مذکوہ ادب کی اساس پر کالی داس کا شکنتلا اور رگھو ونشم ڈرامے تخلیق ہوئے۔ ہندوستان کے سنسکرت ادب سے بننے والے ڈراموں پر اچاریہ بھامہ کا ناٹیہ شاشتر بہت سے رازوں سے پردہ اُٹھاتا ہے۔ اسی طرح آنندوردھن کی سنسکرت شعریات اور سنسنکرت بوطیقا ہیں۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر محمد افضل لکھتے ہیں:

''زمانہ قدیم میں ڈرامہ کے دو بڑے مرکز یونان اور ہندوستان میں تھے۔ دونوں مراکز پر ڈرامے کی جداگانہ روایتیں تھیں اور اسی مناسبت سے دونوں مرکزوں پر اس فن کے جداگانہ اصول تھے۔۔۔۔۔ سنسکرت ڈرامہ کے تذکروں سے ہندوستان کی قدیم تاریخ کے اوراق رنگین ہیں''۔(۶)

اردو ادب کے محققین اور ناقدین اس بات پر کثرت سے اتفاق کرتے ہیں کہ اردو ڈرامہ کی پیدائش ہندوستان میں ہی ہوئی لیکن رام بابو سکسینہ اس رائے کی تردید تو کرتے ہیں لیکن اس کا ماخذ بتانے سے قاصر ہیں۔ اس ضمن میں ابراہیم یوسف اردو ڈرامے میں مقامی عناصر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

''اردو ڈرامے کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس نے ہندوستان میں جنم لیا اور یہیں کی آب و ہوا میں پرورش پائی لیکن رام بابو سکسینہ اسے غیر ملکی پودا قرار دیتے ہیں مگر اس ملک کا نام نہیں بتلاتے جہاں سے یہ پودا لایا گیا ہے''۔(۷)

ابراہیم یوسف کی یہ درست ہے، انگریزوں اور مسلمان فاتحین کی آمد سے قبل ہندوستان میں سنسکرت زبان میں ڈرامہ موجود تھا۔ لیکن مسلمان فاتحین کی آمد کے بعد مقامی باشندوں نے سنسکرت کی نسبت عربی فارسی زبان سیکھی اس طرح سنسکرت ڈرامہ پیچھے چلا گیا لیکن اس کے اثرات یاترا یا جاترا ناٹک کی صورت میں باقی تھے۔ یہ وہ ناٹک یا ڈرامے تھے جو مذہبی زیارات

پر جاتے ہوئے لوگوں میں پریم بھگتی اور اخلاقی پند و نصاح کو فروغ دینے کے لیے پیش کیے جاتے تھے اس میں ویدک ادب، رامائن مہابھارت بودھ کتھائیں بھی شامل تھیں۔ ابراہیم یوسف لکھتے ہیں:

> ''ولبھ آچاریہ نے راس لیلا کی بناد رکھی جس میں شری کرشن کی لیلاؤں کو رقص و موسیقی کے ذریعہ پیش کیا جاتا تھا۔ راس لیلا کچھ اس قدر مقبول ہوئی کہ عقیدت مند اپنی ٹولیاں بنا کر گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ اسے پیش کرنے لگے۔۔۔۔۔ بھگتی تحریک کے زیر اثر بنگال میں جاترا ناٹک کی ابتدا ہوئی، جاترا ناٹک کو بھگتی تحریک کی تبلیغ کے لیے استعمال کیا گیا۔''(۸)

محولہ بالا تناظر میں رامائن اور رامائنی اساطیر نے اردو ڈرامہ کی روایت میں غیر معمولی کردار ادا کیا۔ رامائن اور مہابھارت کے بعد سنسکرت کی ادبی روایت میں کالی داس کے شکنتلا اور رگھو ونشم کے بعد کوئی بڑا ادب تخلیق نہ ہو سکا کیونکہ زبان سیاسی سماجی عوامل کا شکار ہو گئی۔ کالی داس نے'' شکنتلا'' کے بعد رامائن کتھا کو ''رگھو ونشم ''میں ڈرامائی انداز میں پیش کیا۔ سنسکرت ڈرامہ سے عہد جدید تک ڈرامہ کی مختلف صورتیں ہمارے ہاں سامنے آتی ہے۔

ہندوستان میں اردو ڈراما کی روایت کی ابتدا میں اردو ڈرامے رامائن کی اساطیر سے متاثر ہو کر لکھے گئے۔ ڈراما کی اس ابتدائی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اردو کے ابتدائی ڈرامے یا تو ان ا ساطیر سے براہ راست متاثر ہوئے یا اس میں شعوری طور پر رامائن کی کتھا یا کرداروں کو پیش کرنے کی سعی کی گئی۔ سید محمد حسین لکھتے ہیں:

> "ہندوستان میں ڈرامے کا پہلا موضوع مذہب ہی ہے ۔ کنس کا قتل، گیتا گوبند کے مضامین اور زمانہ حال کی یاترا، سب کرشن جی کے حالات سے تعلق رکھتے ہیں جو وشنو کے اوتار ہیں''۔(۹)

اسی طرح'' ہندوستانی ڈراما ''میں صفدر آہ سنسکرت اساطیری ادب کے اردو ڈراما پر اثرات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"رگ وید میں ایسے بہت سے مقام ہیں جہاں دو یا دو سے زیادہ کردار آپس میں باتیں کر رہے ہیں" ۔(۱۰)

رگ وید میں بہت سے مقامات پر دیو ی دیوتاؤں کے درمیان مکالمے سنسکرت میں ڈرامے کے ابتدئی نقوش کی حثیت رکھتے ہیں یہی اثرات اردو میں در آئے۔ رامائن سے ماخوذ معاشرتی، تاریخی اور اخلاقی ڈرامے تخلیق کئے گئے،یہ ڈارمے جزوی کتھا یا مکمل کتاب پر مشتمل تھے ۔ پہلے دور میں رامائن سے ماخوذ یا اس کی بنیاد پر یہ ڈرامے پیشہ ور ناٹک منڈلیوں، اسٹیج اور تھیڑیکل کمپنیوں کے لئے لکھے گئے۔دوسرے دور میں شعوری طور پر تراجم کے حوالے سے رامائن کی ڈرامائی تشکیل کی گئی یا تراجم کو ڈرامے کے قالب میں ڈھالا گیا۔تیسرے دور میں رامائن کی ٹیلی ڈرامے شامل ہیں۔

ہندوستان میں رامائن کے مختلف حصوں کو ڈرا مائی انداز میں پیش کرنا 'رام لیلا 'یا 'ناٹک 'کہلاتا تھا اس ناٹک کو مختلف ناٹک منڈلیاں کھیلا کرتی تھیں ۔ ہندوستان میں اسٹیج ڈرامے کے آغاز کے ساتھ اسے اسٹیج پراداکاروں کے ذریعے پیش کی جانے لگا۔ ان کے ڈراموں میں کردار ادا کرنے والوں کوقدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھابلکہ کئی اداکاروں کو ان کی لازوال اداکاری کی بنا پردیوتاوں جیسی عزت دی جاتی تھی۔

ڈراما کے ارتقائی سفر میں ڈراموں کو ترقی ان ممالک میں زیادہ میسر آئی جہاں مورتی پوجا اور اساطیر کی جڑیں معاشرے میں زیادہ گہری تھیں اس حوالے سے ڈراما کو یونان اور ہندوستان میں سازگار ماحول میسر آیا ۔ اگر ہم اردو ڈرامے کی روایت کا جائزہ لیں تو تو واجد علی شاہ اردو کا پہلا ڈرامہ نگار ہے جس نے پہلے پہل "چھتیس ایجادی رہس "پیش کیا۔اس کی کامیابی کے بعداس نے" راس لیلا "پیش کیا جو مکمل طور پر مہا بھارت کی اساطیر پر مبنی تھا۔ واجد علی شاہ کے دونوں ڈراموں میں بھرت منی کا "ناٹیہ شاستر "کا ر فرما تھا۔ بھرت منی نے اپنے "ناٹیہ شاستر "میں ایک کامیاب ڈرامے کے لیے چھتیس نکات بیان کیے تھے۔واجد علی شاہ کے بعد ہندوستانمیں ناٹکوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوتا ہے۔اردو کا پہلا مکمل ڈرامہ امانت لکھنوی نے "اندر سبھا "کے نام سے لکھا اس ڈرامہ میں ہندوستانی اسا طیر واضح طور پر جلوہ گر نظر آتی ہیں۔

ہندی اساطیری ڈرامے ہونے کے باوجو مسلمان ہندوستان میں ڈرامے کو فروغ دینے میں پیش پیش تھے اور ان مذہبی ڈراموں کے مرکزی کردار بھی مسلمان ہی ادا کیا کرتے تھے۔ہندوستان میں امانت لکھنوی کے بعد اردو ڈرامے کی نہ ختم ہونے والی روایت کا آغاز ہوتا ہے۔پرتھوی تھیٹر اور پارسی تھیٹر کے ناٹکوں میں بھی اساطیر کو اہمیت حاصل رہی ان کے ہاں جو ڈرامے پیش کیے گئے ان میں رامائن کی کتھا سے ماخوذ ڈرامے درج میں درج ہیں:

۱۔ آغا حشر کاشمیری: بن دیوی، بھارت منی ، بھگیرتھ،گنگا، سیتا بن باس

۲۔ احمد عزیز خان دل لکھنوی: گھر کی لکشمی،سماج کا راج

۳۔ محمد اسماعیل فروغ: گیان دیپک، پرسا دیوی

۴۔ محمد ابراہیم محشر انبالوی: ستیہ گرہ

۵۔ میر غلام عباس عرف سید عباس علی: دکھیا دلہن،

۶۔ طالب بنارسی: ہریش چندر

مذکورہ بالا تمام ڈراموں کے ذریعے اساطیر، تہذیب اور ثقافت کو پیش کیا گیا۔ان ڈروموں میں رامائن کی فکر تشبیہ و استعاروں کی شکل میں یا پاتروں کی شکل میں ناٹک کے پردے پر پر نمایاں ہوتی ہے۔پرتھوی تھیٹر نے بھی رامائن کتھا کو اردو ڈرامہ میں پیش کرنے کا تجربہ کیا ان کے ہاں درج ذیل ڈرامے سامنے آتے ہیں:

۱۔برج موہن کیفی: بھارت درپن

بھارت درپن کا دوسرا مسدس کیفی ہے، کیفی کی یہ مسدس مفید عام پریس لاہور سے 1905ء میں شاءیع ہوئی۔بنیادی طور پر ڈرامہ تو نہیں تھا لیکن اس مسدس کے بندوں کو منظوم مکالموں کی صورت میں ڈراموں کا حصہ بنایا گیا۔ یہ مسدس مولانا حالی کی طرز پر کہی گئی۔اس مسدس کے بہت سے بند آریائون کی قبائلی زندگی،ان کی اخلاقیات فتوحات اور طرز زندگی پر مبنی ہیں۔اس مسدس کے بند "آریہ ورت کا عروج" "گنگا"،آریوں کی سوربیری(بہادری)،"آریوں کی فتوحات اور ملک گیری"،"ہندو راجے "راماین کتھا سے ماخوذ ہیں،ان بندوں کا بنیادی پس منظر راماین ہی ہے۔ان بندوں کو پرتھوی تھیٹر، پارسی تھیٹر نے اپنے ڈراموں کی زینت بنایا۔

۲۔حبیب تنویر: رام کا ستیہ گرہ

محولہ بالا ڈراموں پر یہاں مفصل بحث ممکن نہیں، یہ تمام ڈرامے ادبی نوعیت سے زیادہ پیشہ ورانہ ضروریات کے تحت لکھے گئے لیکن اس کے باوجود یہ ڈرامے اردوڈرامائی روایت میں خاص مقام و مرتبہ رکھتے ہیں اس کے بعد دوسرا سلسلہ باقاعدہ طور پر رامائن کتھا کو اردو میں ڈرامائی تشکیل کرنے میں ترجمہ کرنے کی روایت ہے۔اس دور میں رامائن اور مہا بھارت کی رزمیہ داستان کی ڈرامائی تشکیل کے تجربے ہوئے،یہ تراجم نثری اور منظوم دونوں نوعیت کے تھے۔اس سلسلہ میں ملتان سے پنڈت ہر گوبند ولد پنڈت مکھن لعل نے" مہابھارت " کو نثری ڈرامہ"مہابھارت عرف دروپدی منگل "میں کامیابی سے ڈھالا یہ ڈرامہ ۱۹۱۰ءمیں کچھمن داس آہوجہ نے فیض عام پریس لاہور سے شائع کرایا، یہ ڈرامہ ملتان کی ناٹک منڈلی کے لئے لکھا گیا۔اس سے قبل ان کے دو ڈرامے" سُندر مینا وتی۱۸۹۹ء " اور" اسیرِ حرص " لاہور سے طبع ہوچکے تھے۔ لیکن یہ ڈرامے ملتان میں اردو ڈرامے کی روایت کے حوالے سے نقشِ اول کی حثیت رکھتے ہیں۔

اردو ڈراما کی روایت میں رامائن کی کتھا سے بہت سے جزوی اور مکمل ,نثری و منظوم ڈرامے شامل ہوئے۔یہ ڈرامے اسٹیج کی ضروریات کے علاوہ علمی و ادبی طور پر کیے گئے۔ان ڈراموں کے ذیل میں درج ہیں:

ا۔ "ہم خرما و ہم ثواب یعنی کشکندھ کانڈ ناٹک "یہ ڈراما رامائن کی ایک مکمل کتاب پر مبنی ہے۔ اس کے تمام مکالمے بھی منظوم ہیں۔اس حصہ میں کردار رام ، کچھمن،بالی ،سگریو ،سگریو کی بیوی تارا اور جام ونت مرکزی کردار ہیں۔یہ ڈرامامطبع شرکت الاسلام لکھنو سے۱۸۸۸ءمیں شائع ہوا۔یہ ڈراما رامائن سے ماخوذاردو ڈرامے کی روایت میں اہمیت کا حامل ہے۔

۲۔ پہلا نثری ڈرامہ "شری رام لیلا "کے عنوان سے ہے ۔یہ رامائن کا ایک جزوی منظوم ڈراما ہے۔ یہ ڈرامامنشی دواریکا پرشاد لکھنوی نے۱۹۰۱ءمیں تحریر کیا تھا۔اس اردو ڈرامے کے تمام مکالمے منظوم ہیں۔یہ ڈراما سناتن گزٹ لاہور سے شائع ہوا۔

۳۔''بنو باس لیلا ''یہ منظوم ڈراما منشی نرائن داس نے لکھا ہے۔یہ ڈرامہ رامائن کی جزوی کتھا پر مشتمل ہے ۔یہ ڈرامہ مطبع نسیم سحر بدایوں سے ۱۸۹۲ءمیں شایع ہوا۔

۴۔ ''آریہ سنگیت رامائن ''رامائن کا نثری و منظوم ڈرامہ ہے یہ ایک طویل ڈرامہ ہے ۔اس ڈراما کے 28ایکٹ ہیں ۔یہ ڈراماسردار جسونت سنگھ ورماٹوہانوی نےلکھا ہے ۔یہ ڈراما رامائن کے اردو ڈرامے کی روایت میں اہمیت کا حامل ہے۔اس کی اشاعت ہشتم ۱۹۲۸ءمیں دلی پرنٹنگ پریس،دلی سے ہوئی۔یہ ڈارما ناٹک منڈلی میں بھی پیش کیا جاتا رہا ہے۔اس ڈراما میں اس عہد کی مروجہ روایت کے مطابق گانے اور نثری و منظوم مکالمے شامل ہیں۔

۵۔ ''سری رام ناٹک'' رامائن کے اردو ڈراما کی راویت میں ی اہم ڈرامہ ہے۔ یہ مکمل طور پر نثری ڈرامہ ہے۔ یہ ڈراما منشی دواریکا پرشاد افق نے تحریر کیا ہے ۔اس سے قبل رامائن سے ماخوذ منظوم ڈرامہ بھی لکھ چکے تھے۔'' سری رام ناٹک ''کے نام سے یہ ڈراما۱۹۳۶ میں میں لاہور ڈرامہ کلب کے لیے لکھا گیا۔اس ڈرامہ کی تحریر کامقصد اسے اسٹیج پرپیش کرنا تھا ۔ زبان و بیان کے حوالے صحت مند مکالمے اس ڈرامے کی خوبصورتی ہیں۔یہ ڈرامہ امیچورکلب لاہور کی فرمائش پر لکھا اور کپور پرنٹنگ پریس لاہور سے شایع ہوا۔اس ڈرامہ کے متعلق سید بادشاہ حسین لکھتے ہیں:

> ''منشی دواریکاپرشاد صاحب افق لکھنوی نے فصیح اردو میں ''رام ناٹک لکھا''۔یہ مکمل رام چرتر چار جلدوں میں ختم ہوا،اردوڈراموں میں یہ شاید سب سے طویل ڈراما ہے اوراسی لیےاسٹیج کے ناقابل۔''(۱۱)

۶۔ ''لوکش ناٹک''یہ ڈراما رامائن کی خوبصورت پیش کش ہے۔یہ ڈرامہ لالہ لبھورام نے تحریر کیا۔یہ ڈراما امرت سر سے شائع ہوا۔یہ مکمل نثری ڈراماہے۔اس حصہ میں رامائن کی ساتویں کتاب اُتر کانڈ کی ڈرامائی تشکیل کی گئی ہے۔

مذکورہ بالا ڈراموں کے علاوہ رامائن کے یک بابی ڈرامے،سیتا ہرن،سیتا سوئیمبر،راجہ د شرتھ،رام دھنش قابل ذکرہیں۔مذکورہ بالا ڈراموں کے بعد اردو ،ہندی ادب میں ٹیلی ڈراما کا آغاز ہوتا ہے۔ اس میدان میں بھی رامائن کے بہت سے ڈرامے پیش کیے گئے۔ان ڈرامہ سیریل میں رامانند ساگر

کی دوردرشن سے ٹیلی کاسٹ ہونے والی طویل ڈرامہ سیریل ''رامائن '' قابل ذکر ہے ۔۷۸اقساط پر مشتمل یہ ڈراما جنوری۱۹۸۷ءمیں شروع ہوا۔ اس ڈرامہ کا سکرپٹ بالمیک رشی کی سنسکرت رامائن، تلسی داس کی رام چرت مانس،تامل رامائن، بنگالی رامائن اور پنڈت برج نرائن چکبست کی اردو میں منظوم رامائن ''رامائن کا ایک سین ''کو پیش نظر رکھتے بنایا گیا تھا۔اس کے بعد بی ۔آر چوپڑا اور دیگر ادروں نے بھی اس میدان میں

خوبصورت ڈرامے پیش کیے۔

مجموعی طور پر رامائن کی اساطیر اور کتھا کے زیر اثر فلمیں ،ڈرامے، سٹیج ڈرامے،ناٹک اور یک بابی ڈراموں کے تجربے کیے گئے۔یہ سب ادبی سرگرمی اردو ادب کو ثروت مند اور ایک قدیم تہذیبی دستاویز کو پرعظمت بنانے میں کار گر ثابت ہوئی۔رامائن کے اردو تراجم جو ڈرامہ کی ہیت میں ہوئے انھوں نے بھی اس میں گراں قدر حصہ شامل کیا۔مذکورہ بالا رامائن کے اردو ڈراموں کی اساس پر ہم اسے اردو ڈرامے کی ادبی روایت کا ایک خاص حصہ کہہ سکتے ہیں۔

حوالہ جات

ا۔رشید ملک،۲۰۰۲،''انڈالوجی''،لاہور:فکشن ہاوس،ص۹

۲۔قاضی عابدڈاکٹر،۲۰۱۶،اساطیر کتھا،کہانی اور مابعد جدید تناظر،بیکن بکس،ملتان،ص۱۲

۳۔شکیل الرحمٰن،۲۰۱۱،ہندوستان کا نظام جمال ، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ،نئی دہلی ،جلد دوم،ص۲۲۸

۴۔مرتبہ،قمر رئیس، پروفیسر ،۲۰۱۸،ہندوستانی اساطیر اور فکر وفلسفہ کا اثر اردو زبان و ادب پر،دہلی:اردو اکادمی،ص۱۵۱۔

۵۔بادشاہ حسین،سید،۱۹۳۵،''اردو میں ڈرامہ نگاری''حیدرآباد دکن: شمس المطابع مشین پریس،ص۵

۶۔محمد افضل،ڈاکٹر،۱۹۸۴،''اردو کا پہلا نثری ڈرامہ اور کیپٹن گرے''،حیدرآباد دکن: دائرہ پریس،چھتہ بازار،ص۵

۷۔مرتبہ قمر رئیس،پروفیسر،۱۹۹۰،''اردو میں لوک ادب''،دہلی: سیمانت پرکاش،ص۱۲۰

۸۔ایضاًص۱۲۱

۹۔قمر رئیس ،۲۰۱۸ ،مرتبہ،ہندوستانی اساطیر اور فکر وفلسفہ کا اثر اردو زبان و ادب پر،اردو اکادمی دہلی،ایضاً،ص ۲۴۹۔

۱۰۔ایضاً،ص ۲۴۹۔

۱۱۔بادشاہ حسین،سید،۱۹۳۵،''اردو میں ڈرامہ نگاری''،حیدرآباد دکن: شمس الطابع مشین پریس،ص۱۳۹